"مذاہب اسلامیہ" نامی کتاب پر ایک نظر

منکرین حدیث کی حمایت میں مولانا ثناء اللہ مرحوم پر بہتان طرازیاں

(جناب ملک ابوالمحمود صاحب سوہدرہ)

(آخری قسط)

عجیب ہے ادارۂ ثقافت اسلامیہ جس میں شرط صرف خلیفہ عبدالحکیم صاحب[۱] کے منظورِ نظر ہونے کی ہے۔ پھر جو جی میں آئے لکھ کرے آؤ حصہ رسدی آپ کو بھی ہزار دو ہزار مل ہی جائے گا۔ خواجہ صاحب لکھنے بیٹھے تھے "مذاہب اسلامیہ" کے حالات یا تاریخ اور لکھ رہے ہیں منکرینِ حدیث خواجہ احمد دین کی فتح اور امام المناظرین حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ مرحوم کی شکست اگر "مذاہب اسلامیہ" میں آپ نے قاضی القضاۃ بن کر فتح و شکست کے فیصلے بھی کرنے تھے تو پھر شیخ عبدالعزیز مکی اور بشر مریسی کا مشہور مناظرۂ خلقِ قرآن پر، امام ابوالحسن اشعری اور امام غزالی کے معتزلہ سے مناظرے، مالکیہ، حنفیہ، شافعیہ، حنابلہ کے مناظرے غرضیکہ جن مذاہب کا آپ نے "مذاہب اسلامیہ" میں ذکر کیا ہے۔ ان کے ہزاروں مناظرے اور مباحثے آپس میں ہوتے رہے مگر آپ کہیں ثالث بالخیر نہ بنے تو بے چارے ثناء اللہ نے آپ کا کیا بگاڑا تھا جو اس پر ناحق اتنا بڑا بہتان جڑ دیا۔ چنانچہ آپ "اہلقرآن" کے ذیل میں ص ۲۹۳ پر لکھتے ہیں۔

---

[۱] یہ خلیفہ صاحب وہی ہیں جو رسوائے عالم کتاب "اقبال اور ملا" کے مصنف اور ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے انچارج ہیں۔ آپ کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننا نجاتِ اخروی کے لئے ضروری نہیں (دیکھو اسلام کی بنیادی حقیقتیں شائع کردہ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ صفحات ۲۲۳ تا ۲۲۸ — نیز ادارے کا آرگن رسالہ ثقافت بابت جنوری ۱۹۵۷ء صفحہ ۱۱)

نیز آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کے وجودِ شخصی کا انکار ہے۔ اور اس بارے میں وہ نظریۂ ارتقاء کے قائل ہیں۔ (ثقافت جنوری ۱۹۵۵ء ص ۹)

"ادارہ امت مسلمہ کے بانی تو مولوی احمد دین اور ان کے رفقاء کار میاں مولا بخش سوداگر صابون اور دیگر اصحاب تھے۔ (منکرین حدیث اور اہل حدیث کی شرکت کی ہنڈیا زیادہ دیر کارآمد نہ رہی بلکہ آخر چوراہے میں پھوٹی۔ اہل حدیث سے ٹکر لینی پڑی۔ امت مسلمہ کا عقیدہ تھا کہ احادیث صحیحہ سے واجب فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ مگر وہ آنحضرت کا بشری کلام ہے اور حجت شرعی نہیں۔ اہلحدیث اسے وحی کا درجہ دیتے ہیں چنانچہ اس موضوع پر مولوی ثناء اللہ اور مولوی احمد دین میں تحریری مناظرہ ہوا۔ مولوی ثناء اللہ بہت بلند پایہ مناظر تھے مگر شکست کھا گئے[1] مناظرہ شائع ہو چکا ہے[2] مولوی احمد دین مرحوم سے میرے مراسم بھی دوستانہ تھے۔ اور مولوی ثناء اللہ سے بھی .... مولوی (احمد دین) صاحب کی تفسیر پر میں نے بھی تنقید کی۔ آپ نے سرسید احمد کی طرح ذالک الکتٰب لاریب فیہ کی تفسیر کرتے ہوئے الکتب سے مراد قرآن ہی لی ہے۔ میری تنقید "بلاغ" میں شائع ہوئی، کتنا حق پرست، طالب حق یہ شخص تھا کہ تسلیم کرلیا کہ "الکتٰب" کتاب فطرت ہی ہے۔ اس کے بعد آپ نے تفسیر میں کتاب فطرت ہی معنی مراد لیئے[3]

لیجئے صاحب! بات کیا نکلی کہ خواجہ احمد دین نے چونکہ اپنی علمی بے بضاعتی کی وجہ سے خواجہ اختر صاحب کی ایک بیہودہ تاویل کو جملہ مفسرین کے خلاف تسلیم کرلیا تھا اس لئے "خواجہ احمد دین کی جے"

قرآن میں کتاب سے کیا مراد ہے؟ سوال یہ ہے کہ اگر کتاب کا مطلب کتاب فطرت ہی ہے تو پھر کیا مطلب ہوا کِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ کا۔ دوسرے اللہ تعالےٰ نے تحدی

---

[1] خواجہ احمد دین سے، جو صرف میٹرک پاس تھے اور تاحیات خود اور مرنے کے بعد ان کے ورثاء یہ ثابت نہ کر سکے کہ انہوں نے عربی تعلیم کب اور کہاں حاصل کی۔ اور نہ ہی آپ ثابت کر سکتے ہیں۔ منہ۔

[2] سفید جھوٹ! تفصیل آگے آتی ہے۔ منہ [3] اس سے معلوم ہوتا ہے تفسیر کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تھا اور یہ غلط ہے۔ منہ۔

یں کتاب اور قرآن کو مساوی قرار دیا ہے جیسے فَاۡتُوۡا بِکِتَابٍ کُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صَادِقِیۡنَ (۳۷ : ۱۵۷)
دوسری جگہ قرآن کے متعلق فرمایا قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا
بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ (۱۷ : ۸۸) ایک جگہ فرمایا تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ
عَلٰی عَبۡدِهٖ (۲۵ : ۱) اسی طرح حدیث کا اطلاق بھی کتاب اور قرآن پر مساوی فرمایا کہ اَللّٰهُ
نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا دوسری جگہ فرمایا فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍ بَعۡدَ اللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ
یُؤۡمِنُوۡنَ (۴۵ : ۶) پھر حکمت کو بھی اسی طرح ہر دو پر چسپاں فرمایا۔ یٰسٓ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ
دوسری جگہ فرمایا کتابٌ اُحۡکِمَتۡ اٰیٰتُهٗ (۱۱ : ۱) غرضیکہ کہاں تک عرض کیا جائے۔
قرآن مجید دسیوں آیات سے یہی ثابت کرتا ہے کہ کتاب سے مراد قرآن مجید ہی ہے۔ ہاں تو
آپ کا ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ کے متعلق یہ خیال کہ ہدایت
"کتاب فطرت" سے ہوتی ہے خلاف واقعہ ہے کیونکہ یہ اگر صحیح ہوتا تو فلاسفر، ہیئت دان
نجومی وغیرہ علمائے نیچر (فطرت) سب سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے حالانکہ عموماً یہی سب
سے زیادہ گمراہ ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اِنَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَهۡدِیۡ
لِلَّتِیۡ هِیَ اَقۡوَمُ (۱۷ : ۹) دوسری جگہ فرمایا شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ
الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ (۲ : ۱۸۵) تیسری جگہ
فرمایا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ (۷۲ : ۲) بلکہ کتاب تورات
کے متعلق بھی یہی فرمایا کہ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِیۡهَا هُدًی وَّنُوۡرٌ اور کتاب انجیل کے
متعلق بھی یوں ہی فرمایا کہ وَاٰتَیۡنٰهُ الۡاِنۡجِیۡلَ فِیۡهِ هُدًی وَّنُوۡرٌ کہیے اب آپ اور
آپ کے خواجہ صاحب سچے ہیں یا قرآن مجید۔ ع

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

مباحثہ کے حالات | اب خواجہ احمد دین کی فتح کی حقیقت بھی سن لیجیے۔

بقول خواجہ اختر کے مبحث یہ تھا کہ حدیث حجت شرعی ہے یا نہیں؟ فریقین کی طرف سے
پانچ پانچ پرچے ہونے قرار پائے۔ پہلا پرچہ خواجہ احمد دین کا تھا جس پر ۸۔ اگست ۱۹۲۲ء کی
تاریخ درج تھی۔ اس کا جواب بہت جلد حضرت مولانا ابوالوفا نے دے دیا اور یہ دونوں پرچے

۲۵ر اگست ۱۹۲۲ء کے اخبار اہلحدیث میں شائع ہو گئے۔ علے ہٰذا خواجہ صاحب نے بھی دوسرا پرچہ جلد دے دیا اور حضرت مولانا ابوالوفا کا جواب بھی جلد ہو گیا۔ اب تیسرا پرچہ خواجہ صاحب کی طرف سے آنا تھا مگر خواجہ صاحب کا مبلغ علم ختم ہو چکا تھا۔ برسوں گذر گئے بار بار بذریعہ اشتہار و اخبار حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب کی طرف سے تقاضا ہوا کہ تیسرا پرچہ بھیجو مگر

زمیں جنبد بجنبد نہ جنبد گل محمد

والا معاملہ ہی رہا۔ کئی برس کے بعد جب خواجہ صاحب کی تصنیف برہان القرآن شائع ہوئی تو اس میں ممکن ہے بعض ان اعتراضات کا جواب بھی آ گیا ہو جو اعتراض حضرت مولانا مرحوم نے دوسرے پرچے میں کئے تھے بس اس قدر حقیقت ہے۔ خواجہ صاحب اور ان کے چیلے چانٹوں کے اس طرح کہنے کی کہ ہم نے دوسرے پرچہ کا جواب دے دیا ہوا ہے۔ ان لوگوں کی بلا جانے کہ مباحثہ کے پانچ پرچوں میں دوسرے پرچہ کا جواب برسوں بعد اس طرح بھی دیا جا سکتا ہے اور اگر اس طرح دیا جا سکتا ہے تو پھر صاف کیوں نہیں لکھا جاتا کہ جواب برہان القرآن کے فلاں فلاں صفحہ کی فلاں فلاں سطر میں دیا گیا ہے۔ بالآخر ۲۶ر اکتوبر ۱۹۳۴ء کو ایک اشتہار، مندرجہ ذیل اشتہار حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کی طرف سے شائع ہوا۔

کھلی چٹھی

بخدمت مولوی احمد دین صاحب و میاں مولا بخش صاحب سوداگر صابون

آپ اور آپ کے ملنے والوں کو گو ہم سے کتنا ہی مذہبی اختلاف ہے مگر اس بات پر تو ہم متفق ہیں کہ

راستی موجب رضائے خدا است

جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے اس لئے میں آپ دونوں کو ایک کذب بیانی پر بارہا توجہ دلا چکا ہوں۔ وہ کذب بیانی یہ ہے کہ آپ بار بار کہتے اور لکھتے ہیں کہ مباحثہ "حجیتِ حدیث" قبل اختتام میں نے چھوڑ دیا تھا۔ اس کے فیصلے کے لئے میں آج سے پہلے نو مرتبہ آپ کو دعوت دے چکا ہوں۔ مگر آپ نے منظوری سے اطلاع نہ دی یہاں تک کہ اشتہار معنون

"ہمارا مقصد" (جو ۳/۲۴ کو شائع ہوا ہے) میں پھر وہی غلط بیانی دہرائی گئی ہے۔ اس لئے میں پھر آپ دونوں صاحبوں کو لیڈران جماعت جان کر دسویں دفعہ مخاطب کرتا ہوں کہ آپ کسی سمجھدار معاملہ فہم مسلم یا غیر مسلم عالم یا وکیل کو منصف مان کر میرے ساتھ فیصلہ کر لیں کہ مباحثہ مذکور کس نے بند کیا۔ امید ہے کہ اس دن کا خوف دل میں رکھ کر جس کی شان میں مذکور ہے کہ کسی آدمی کا ذرہ جتنا نیک و بد کام مخفی نہ رہے گا بالضرور ہی اس امر کا فیصلہ کرائیں گے۔ اب دسویں مرتبہ میرا تقاضا ہے۔ اب بھی آپ لوگوں نے فیصلہ کرانے پر توجہ نہ کی تو اس کے بعد میرا حق ہوگا کہ میں آپ لوگوں کو اپنے حق میں مفتری اور بہتان تراش سمجھوں امید ہے کہ آپ اس معاملہ کو اس حد تک نہ پہنچنے دیں گے۔

خادم دین اللہ ابوالوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ امرتسر ۲۶ ۱۰/۳۴

(منقولہ از اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء صہ ۵)

خواجہ نمبر کا جھوٹ | اگر برہان القرآن میں دوسرے پرچہ کا جواب دیا گیا تھا تو اشتہار بالا پر ہی خواجہ احمد دین کو چاہیئے تھا کہ فوراً بذریعہ اشتہار یا بذریعہ اخبار یا رسالہ کے یہ جواب دے دیتے مگر خواجہ صاحب نے تا زندگی اس کے متعلق کچھ بھی شائع نہ کیا۔ لیکن آپ کے انتقال کے بعد آپ کے ورثا نے رسالہ بلاغ کا ایک "خواجہ نمبر" نکالا جس سے خواجہ اختر صاحب نے غالباً یہ حالات اخذ کئے ہیں۔ یہ خواجہ نمبر کہاں تک جھوٹوں کا پلندہ ہے یوں سمجھ لیجئے کہ مولانا غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کو مذاہب اسلامیہ کے ص۲۹۳ پر خود اختر صاحب نے ہی اہلحدیث کا مشہور عالم لکھا ہے خواجہ نمبر کا مؤلف ان کو ہی منکر حدیث اور خواجہ احمد دین کا استاد لکھ رہا ہے بلکہ لکھتا ہے کہ انہی کے فیض صحبت سے خواجہ صاحب منکر حدیث ہو گئے۔ (دیکھو خواجہ نمبر ص۹) اس نمبر میں خواجہ احمد دین کے انتقال کے بعد خواجہ نمبر کے مؤلف کو مجبوراً یہ لکھنا پڑا کہ۔

"بحث کی مکمل روئیداد اور خواجہ صاحب کا آخری پرچہ ایک ضخیم کتاب کی صورت میں شائع کر دیا اور اس کا نام برہان القرآن رکھا" (دیکھو خواجہ نمبر ص۲۷)

حالانکہ برہان القرآن ایک مستقل کتاب ہے اس کو پرچہ قرار دینا خواجہ کے انتقال کے بعد ایک بے جا جرأت ہے جب کہ یہ کتاب بھی تاریخ مباحثہ کے برسوں بعد شائع ہوئی ہو۔

اور پانچ پانچ پرچوں کے اقرار پر ابھی دو دو پرچے ہی دیئے گئے ہوں تو تیسرا پرچہ کتاب کی صورت میں برسوں بعد کس طرح شائع ہو سکتا ہے اور اگر یہی صورت جواب کی ہو سکتی ہے تو برہان القرآن کی اشاعت کے بعد جو بیسیوں مضامین حضرت مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے منکرِ حدیث کی تردید میں اہلحدیث میں شائع ہوئے ہیں۔ ان کو حضرت ابوالوفا کی طرف سے تیسرا پرچہ سمجھ لیجئے۔ اور اب بھی کسی ثالث سے فیصلہ لے لیجئے ہم اس کے لیئے تیار ہیں ورنہ حضرت ابوالوفا کے دوسرے پرچے کا جواب دیئے بغیر اور پانچ پرچے مکمل ہوئے بغیر" خواجہ احمد دین کی جے" کس طرح ہو گی

کین راہ کہ تو مے روی بترکستان است

کتاب ہذا میں جو حملے اسلام یا اہلحدیث پر کیئے گئے تھے ان کے جوابات سے ہم سبکدوش ہو چکے ہیں۔ باقی رہے بیسیوں اتہام و اغلاط یا جو باتیں "حالات بلا حوالہ مسٹر اختر صاحب نے درج کر دی ہیں ان کی ذمہ داری ادارہ ثقافت اسلامیہ پر ہی عائد ہوتی ہے۔

ہماری بلا سے بوم بسے یا ہما رہے

تاریخ اسلام

مشہور مورخ مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی مرحوم کے قلم سے

جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک سے لے کر دسویں صدی ہجری تک کی مدلل اور مفصل تاریخ اس طرح بیان کر دی گئی ہے کہ مستشرقین کے پھیلائے ہوئے فتنوں کا خود بخود توڑ ہو جاتا ہے۔ اردو میں ایسی جامع اور مستند تاریخ اب تک نہیں لکھی گئی۔

مکمل تین حصص مجلد کاغذ طباعت اعلےٰ

گرد پوش دیدہ زیب سائز ۲۰x۳۰ قیمت مکمل سیٹ ۳۶/-/- روپے

المکتبۃ السلفیہ۔ شیش محل روڈ۔ لاہور